کار کر رہے ہیں جن کی اشیر باد سے یہ دھندا جاری و ساری ہے۔ یاد رہے کہ ایسے لوگوں کی پشت پناہی کرنے والے پولیس اہل کار خود ایسے لوگوں کے ڈیروں پر شراب نوشی کرتے ہیں، جب کہ بعض اہل کار ہر ماہ ایسے لوگوں سے شراب حاصل کر کے فروخت کر دیتے ہیں۔

اخبار نے پرمٹ ہولڈروں کی تحقیقات کا مطالبہ کرنے کے ساتھ مزید لکھا ہے کہ

یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ بعض صنعت کاروں نے اپنے عیسائی ملازمین کی تنخواہوں کے جعلی سرٹیفکیٹ جاری کر کے زیادہ سے زیادہ شراب حاصل کرنے کا بندوبست کر رکھا ہے تاکہ اُن کے غیر ملکی گاہکوں کی خواہشات کو ملحوظ خاطر رکھا جا سکے۔ (پندرہ روزہ "انحراف" سیالکوٹ، ۳۰ نومبر ۱۹۹۵ء)

ریاست ہائے متحدہ امریکہ

کہیں ایسا نہ ہو کہ "ہم بے بنیاد اور غلط تجزیوں کا شکار ہو جائیں۔"
—— امریکی نائب وزیرِ خارجہ

"عالمِ اسلام اور عیسائیت" کے گزشتہ شمارے میں ریاست ہائے متحدہ امریکہ کی خاتونِ اوّل کا بیان نقل کیا گیا تھا جس سے اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں امریکہ کے مقتدر حلقوں کی سوچ، یا کم از کم سوچ کے ایک پہلو کا اظہار ہوتا تھا۔ امریکی شعبۂ اطلاعات اسلام آباد کے خبر نامہ "خبر و نظر" (بابت یکم فروری ۱۹۹۶ء) کے مطابق امریکہ کے سرکاری حلقوں میں "اس تاثر کو غلط ثابت کرنے کی کوششیں مختلف سطحوں پر کی جارہی ہیں کہ سوویت یونین کے خاتمے کے بعد امریکہ اب اسلام کو سب سے بڑا خطرہ سمجھنے لگا ہے۔"

اس سلسلے میں خبر نامے نے امریکی دفتر خارجہ میں محکمہ انسدادِ دہشت گردی کے رابطہ کار جناب فلپ ولکاکس کے ایک بیان کو "بڑا اہم" قرار دیا ہے جس میں انہوں نے "اسلام اور دہشت گردی کے درمیان کسی قسم کے تعلق یا مماثلت کے تصوّر کو سختی سے مسترد" کیا ہے، تاہم بیان سے یہ واضح نہیں ہوتا کہ جن مسلمان معاشروں میں عوام لبرل - سیکولر قیادت کے بالمقابل جمہوری اصولوں کے تحت جدوجہد کر رہے ہیں اور برسرِ اقتدار گروہ اُن کا راستہ غیر جمہوری ہتھکنڈوں سے روک رہے ہیں، وہاں امریکی روّیہ کیا ہوگا۔ کیا ریاست ہائے متحدہ امریکہ اُن مسلمان رہنماؤں کو اپنے اپنے معاشروں میں برسرِ

اقتدار دیکھنے اور اُن سے بہتر تعلقات قائم رکھنے کا خواہش مند ہے جو اسلام کے مطابق زندگی گزارنے اور اپنے معاشروں کو اس کے فوائد سے بہرہ مند ہوتے دیکھنا چاہتے ہیں؟

خبر نامے نے امریکہ کے ایک نائب وزیر خارجہ ایڈورڈ پی - جیری جیان کے ایک مقالے کا ذکر کیا ہے جس میں اُنہوں نے کہا ہے کہ اگرچہ مذہب زیادہ موثر قوّت بنتا جارہا ہے، تاہم اس سوچ کا بہت محتاط طریقے سے جائزہ لینے کی ضرورت ہے کہ مغربی اقدار اور عالمِ اسلام کی اقدار میں خلیج وسیع تر ہوتی جا رہی ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ "ہم بے بنیاد خدشات اور غلط تجزیوں کا شکار ہو جائیں۔"

جناب جیری جیان نے واضح کیا ہے کہ "سرد جنگ کی جگہ اسلام اور مغرب کے درمیان کوئی نیا مقابلہ شروع نہیں کیا جا رہا۔ گ صلیبی جنگوں کو ختم ہوئے ایک مدّت ہو چکی ہے۔ امریکی اسلام کو ایک عظیم مذہب کی حیثیت سے تسلیم کرتے ہیں، اِس کے ماننے اور اس پر عمل کرنے والے ہر براعظم میں موجود ہیں۔ اِس کے پیرو کار لاکھوں کی تعداد میں امریکہ میں بھی موجود ہیں۔"

جناب جیری جیان کے خیال میں "مختلف ملکوں میں اسلام کے پیروکار اسلامی اصولوں پر نئے سرے سے زور دے رہے ہیں اور حکومتیں اسلامی سیاسی سرگرمیوں کے ساتھ مختلف درجوں میں اور مختلف طریقوں سے ہم آہنگ ہونے کی کوشش کر رہی ہیں"۔ اُنہوں نے امریکی پریشانی کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ "ایران پورے خطّے میں اسلامی انتہا پسند گروپوں کو استعمال کر رہا ہے اور سوڈان ایسے گروپوں کا شمالی افریقہ میں ساتھ دے رہا ہے۔"

"خبر و نظر" نے ۱۹۹۳ء میں کیے گئے ایک سروے پر مبنی یہ رائے نقل ہے کہ "امریکی [عوام] مسلمانوں کے ساتھ اپنے طرزِ عمل میں زیادہ حسّاس ہوتے جا رہے ہیں اور یہ امید بندھتی ہے کہ مستقبل میں مسلمانوں کے بارے میں امریکیوں کا طرزِ عمل ڈرامائی طور پر بہتر ہو جائے گا۔"